قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

المسیح کا: رہو جائینگی اک دن دیکھنا (عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستار دمیں ہوں

الفضل

خدا تعالےٰ نے اسبات کے ثابت کرنے کیلئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں۔ اسقدر نشان دکھلائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ لیکن پھر بھی ۔ ۔ ۔ ۔ لوگ ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں مانتے۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط وکتابت مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے
ساتھ روپیہ
(صہ ۷)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے! اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ | نمبر ۹۸

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر کی صحت پہلے سے اچھی ہے۔ ابھی ریزش سے حلق ایسا صاف نہیں ہوا۔ کہ درس دے سکیں حضور نے جو رسالہ لکھا ہے۔ اس کا حجم ۸۰ صفحے ہوگا۔ اسے کاتبوں نے صرف دو راتوں میں لکھ دیا ہے۔ اب چھپ رہا ہے۔ مشین پریس کے ساتھ انجن نہیں۔ آدمی کام کرتے ہیں۔ تاہم دن رات کام جاری ہے۔ جس سے الفضل کے دو تین نمبر بھی لیٹ ہو رہے ہیں۔ امید ہے جلد ختم ہوگا۔

۲۔ مدرسہ احمدیہ کے طلباء میں تقسیم انعامات کا جلسہ بصدارت مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول ہوا۔ جو دونوں سکولوں کے خوش آئندہ تعلقات کا خوشگوار ثبوت ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب کی توجہ اور ماسٹر عبدالرحیم صاحب کی سرگرم کوششوں سے طلباء میں شائستگی بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ وہ انعام لینے اور اس کے لئے آنے جانے اور اٹھنے بیٹھنے میں ایک خاص نظام اور ادب کے ماتحت رہے۔ انعام کے درمیانی وقفوں میں احمد علی و محمد یوسف و محمد صادق کی نظمیں پڑھنے نے خوب لطف دیا۔

۳۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ الفضل کے پہلے صفحہ پر سلسلہ احمدیہ کے متعلق خبریں ہوں۔ اگر بیرونجات کے احباب اپنے اپنے علاقے کے متعلق دینی خبریں۔ مباحث۔ مناظرے اور ضرورتیں لکھ بھیجا کریں۔ بلکہ اگر کوئی نیا سوال کسی مخالف (غیر احمدی۔ آریہ۔ عیسائی) کی طرف سے پیش ہو۔ تو وہ بھی لکھ بھیجا کریں۔ تاکہ اس پر مضمون لکھا جاسکے۔

۴۔ ہم الفضل کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ شاید ہمیں اہم تغیر ہوگا ہے۔ اور اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہمارے احباب خریدار بڑھانے میں کوئی قابل ذکر یا قابل تعریف کام نہیں کر رہے۔

۵۔ ۲۹۔ جنوری کو حضرت فضل عمر نے بعد از نماز عصر پیر اکبر علی صاحب وکیل فیروزپور کا نکاح ممتاز بیگم دختر مرزا ناصر علی صاحب وکیل سے دس ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ خطبہ نہایت لطیف تھا۔ افسوس کہ لکھا نہیں گیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ نکاح اس نیت سے کرو۔ کہ تقویٰ حاصل کرو۔ اولاد مسلم ہو اللہ کے جلال کو ظاہر کرنے والی ہو۔ اور یہ موقوف ہے۔ اس پر کہ بچوں کی تربیت عمدہ ہو۔ اس کا انحصار بیویوں کی دینی تعلیم پر ہے۔ پس ہر مرد نہ صرف خود قرآن مجید با ترجمہ پڑھے۔ دین سیکھے۔ بلکہ اپنی بیوی کو بھی سکھائے۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا)

جنگ یورپ

فرنچ رپورٹ:- گذشتہ روز کی فرنچ مراسلات زیادہ تر جنگ توپخانہ کی کامیابی کا اظہار کرتی ہیں

فرانس کی پیشقدمی۔ صلح لمبارتہ آئد میں فرنچ سپاہ نے سو گز ترقی کی۔

جرمن حملہ کی پسپائی۔ لمبارزائیڈ اور نیوپورٹ میں دشمن نے ہمارے تسخیر کردہ مورچہ پر شدومد سے گولہ باری کی۔ مزید براں وہ پیدل فوج کو حملے کے لئے مرتب کر رہا تھا۔ مگر متحدہ توپخانے نے اسے حملہ سے پیشتر منتشر کردیا ۔

جرمن اتواپ کی بربادی۔ وادی ایلن میں فرنچ توپخانہ نے متعدد جرمن اتواپ تباہ کردیں

برٹش وجرمن ہوائی حملے۔ جرمنوں نے جمعہ کو ڈنکرک پر ایک اہم ہوائی حملہ کیا۔ اور انگریزوں نے زیبرگ پر ہوائی یورش کی۔ بارہ تیرہ جرمن آلات پرواز میں سے ایک کو برٹش نوجی کل نے نیچے اتار دیا۔ جس کا ہواشناس اور مسافر گرفتار کرلیا گیا۔

آبدوز کشتیوں پر بم اندازی

برٹش آلات پروازنے زیبرگ میں دو آبدوز کشتیوں اور اتواپ پر بم پھینکے۔ جن سے ایک آبدوز کشتی کو سخت نقصان پہنچا۔

ترکی ہوائی بیڑے کی غرقابی۔ لنڈن ۔ ۲۵ جنوری۔ ٹائمز کا نامہ نگار پیٹروگریڈ رقمطراز ہے کہ روسیوں نے سائینوپ کے قریب ایک سٹیمر کو جو سولہ ترکی آلات پرواز کو لیجارہا تھا۔ غرق کردیا۔ غرق شدہ آلات پرواز ترکی کا تمام وکمال ہوائی بیڑہ تھا۔

جرمن اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ قیصر جرمنی کی سالگرہ کا دن برٹش قوم کے لئے ایک سنسنی خیز یوم ہوگا۔ مگر نائب امیر البحر بیٹی اور اس کے رفقاء نے لارڈ فشر کو جن کی آج سالگرہ کا دن ہے بحری کامیابی و نصرت کا اچھا تحفہ پیش کیا ہے۔

بحری جنگ میں نیوزیلینڈ کا حصہ۔ ریوٹر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ہائی کمشنر نیوزی لینڈ نے گورنر نیوزیلینڈ کو اس جنگ میں شرکت پر مبارکباد کا تار بھیجا ہے۔

مسلح تجارتی جہاز کی تباہی۔ لنڈن ۲۵ - جنوری - جیفر پریس اعلان کرتا ہے۔ کہ برٹش مسلح تجارتی جہاز وکٹر برے موسم یا سنگ سے ٹکرا کر شمال آئرلینڈ میں تباہ ہوگیا۔ جہاز مذکور پر جسقدر آدمی تھے۔ سب کے سب غرق ہوگئے۔

جرمن فوجی نقل وحرکت۔ امسٹرڈم جرمن غیر تربیت یافتہ لنڈسٹرم سپاہ کو طلب کررہے ہیں جس کے سپاہیوں کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ ہے ۔

جرمن قیصر کا دوست۔ سینٹر پوسہل ساکن لیک غداری اور دشمن سے تجارت کرنے کے الزام میں گرفتار ہوا ہے۔ وہ بڑا بھاری تاجر ہے۔ اس گرفتاری پر جرمنی میں عام سنسنی پھیل رہی ہے (۲۶ جنوری)

آغاز انجام۔ آثار قحط۔ لنڈن ۲۶ جنوری جرمن کونسل نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ملک میں گیہوں اور آٹے کے جسقدر ذخائر موجود ہیں۔ یکم فروری کو ان پر سرکاری قبضہ کرلیا جائیگا۔ آٹے کے بیوپار کی آج سے ممانعت ہوگئی ہے۔

پولینڈ میں جنگ۔ لنڈن ۲۶ جنوری - پیٹروگریڈ۔ ایک مراسلت سے منکشف ہوتا ہے۔ کہ کوہ کارپیتھین کے مشرقی دروں میں آسٹرین کچھ اظہار سرگرمی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی اہم امر وقوع میں نہیں آیا۔ جرمن بھاری ایک آسٹرین کی چوکی پر قابض ہوئے۔ مگر ہم نے بھی ایک جرمن خندق موکل کی توپوں کے چھین لی۔ اور ایک جرمن زرہ پوش موٹر تباہ کردی۔

امریکہ سے اشیائے خوردنی جرمنی کو

لنڈن ۲۵ - جنوری - نیویارک - امریکن سٹیمر ولہلمینا اشیائے خوردنی لیکر ہمبرگ روانہ ہوا ہے۔ یہ بار جہاز ایک امریکن فرم کے لئے ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جہاز والوں نے اس بارہ میں سٹریریاں کی رائے دریافت کی تھی۔ جنہوں نے جواب دیا۔ کہ اشیائے خوردنی ممنوع جنگ اشیاء کے ذیل میں آسکتی ہیں۔ مگر یہ ظاہر کرنے سے انکار کیا کہ بار جہاز کی گرفتاری پر امریکن گورنمنٹ کیا کار روائی کرے گی ۔

ولیعہد آسٹریا جرمنی میں۔ لنڈن ۲۵ - جنوری آسٹریا کے ولیعہد کے جرمنی چلے جانے پر طرح طرح کے خیالات ظاہر کئے جاتے ہیں۔ بعض حلقوں کا خیال ہے۔ کہ وہ جدا گانہ صلح کرنے کے لئے جرمنی کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن جرمنی سے ولیعہد مذکور کے بہت بڑی ہمدردی رکھنے سے گمان ہوتا ہے۔ کہ وہ جرمنی سے مزید اعانت مانگنے آیا ہے۔ بالخصوص آسٹریا میں صلح کی طرف روز افزوں میلان کو جرمنی کی امداد سے دبانا مقصود ہے۔

بلجیم میں امریکن قونصل۔ لنڈن ۲۶ جنوری واشنگٹن گورنمنٹ عنقریب جرمنی کو ایک باقاعدہ نوٹ بھیجنے والی ہے۔ جس میں بلجیم کی حکومت پر بحث کرنے کے بغیر بلجیم میں امریکن قونصلوں کی ماموریت کو بدستور بحال رکھنے پر آمادگی ظاہر کیجائے گی۔

بلوشر کے نقصان پر جرمنی میں تاسف۔ لنڈن ۲۶ - جنوری - بحری جنگ میں جرمن کروزر بلوشر کی غرقابی کو جرمنی میں تاسف سے محسوس کیا جارہا ہے۔

ہندوستان

ایک شب میں تین ڈکیتیاں۔ کلکتہ ۲۶ - جنوری علی پور پولیس ضلع کو اطلاع پہنچی ہے۔ کہ شب شنبہ کو بار است میں تین دلیرانہ ڈکیتیاں وقوع میں آئیں۔ چالیس آدمی جو بھالوں۔ ڈانگ اور لاٹھیوں سے مسلح تھے ہجن پکی میں ہرموہنڈل کے مکان پر آپڑے۔ انہوں نے اسے اور اس کی بیوی کو رسی سے باندھ کر زدوکوب سے نیم مردہ کردیا ۔ اور ایک ہزار روپے کا مال و زر لے گئے۔ اسی وقت ڈاکوؤں کی ایک اور مسلح جماعت نے جو تقریباً بیس ڈاکوؤں پر مشتمل تھی۔ چترا کے اشکوئی مونڈل کے مکان پر ڈاکہ ڈالا اور پانچسو روپے کا زر و زیور لیگئی۔ تیسرا ڈاکہ رام نگر میں ایک سوداگر مواشی سوناتن کے مکان پر پڑا۔ گھر کے لوگوں کو انہوں نے زدوکوب کیا اور آٹھ سو روپے کا مال لیکر چلتے بنے۔ ان ڈاکوؤں کی تعداد تقریباً تیس تھی ۔ اور تلواروں اور بھالوں سے مسلح تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان - دارالامان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۵ء

کوئی ہے ان مظلوموں کا خبرلیوا؟

اسلام نے عورتوں کے متعلق اتنے حقوق رکھے ہیں۔ کہ دنیا کی کوئی متمدن سے متمدن مہذب سے مہذب قوم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ان تمام ہدایات کی موجودگی میں مسلمانوں کا سلوک اپنی بیبیوں سے ایسا خوش آئند نہیں۔ جسے بطور نمونہ اور مثال کے پیش کیا جاسکے۔ ایک بدبخت گروہ ایسا پیدا ہوگیا ہے۔ کہ جو اپنی بیبیوں کو نہ تو طلاق دیتا ہے۔ اور نہ بساتا ہے۔ بلکہ کالمعلقہ چھوڑتا ہے۔ حالانکہ کلام پاک میں صریح حکم موجود ہے۔ فتذروھا کالمعلقۃ۔ اور پھر ارشاد ہے۔ فامساك بمعروف اوتسریح باحسان یعنی یا تو انہیں عمدگی سے اپنی زوجیت میں رکھو۔ یا نیک سلوک سے علیحدہ کردو۔ اب اس کے خلاف جس کا عمل ہو۔ وہ کیسا مسلمان ہے۔ انسان جس مذہب کا پیرو ہو۔ اس کی الہامی کتاب میں ایک ہدایت موجود نہ ہو۔ تو پھر بھی ایک عذر کی بات ہوسکتی ہے۔ مگر صریح صریح حکم موجود۔ پھر اس کی خلاف ورزی۔ لاریب مقت الٰہی کو اپنے اوپر واجب کرنے والی ہے۔ ایسے لوگوں کا ضرور کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ مشکل یہ ہے کہ عدالت کے مخمصوں سے بچنے کے لیئے شریف خاندانوں کی بیبیاں اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر مرجاتی ہیں۔ اور اس کے ظلم کے متعلق وہ یا ان کے اولیاء کوئی کارروائی نہیں کرتے یا کرنا چاہتے۔ البتہ ایک صورت ہے۔ کہ شریعت کے علماء کا فتویٰ ہو۔ اور جو خاوند یا شوہر اپنی بی بی کو ایسی حالت میں ضرر کی نیت سے رکھتا ہو۔ اس کا نکاح فسخ ہوجائے۔ میں نے ایک اخبار میں پڑھا ہے۔ کہ ایک مولوی صاحب زوجہ مفقودالخبر کے لئے چار سال کی مدت بھی بہت بڑی سمجھتے ہیں۔ اور اسے گھٹانا چاہتے ہیں۔ تو پھر جن بدقسمتوں پر سالہا سال گذر جائیں۔ اور کوئی ان کا خبرلیوا نہ ہو۔ ان کا نکاح کیوں فسخ نہ ہوجائے۔ اور کیوں انہیں کسی اور خاوند کی زوجیت میں جانے کی اجازت نہ ہو۔ ہماری شریعت میں تو یہاں تک حسن معاشرت کی تاکید ہے۔ کہ ایلاء کی مدت چار ماہ ہے۔ یعنی جب کوئی شخص اپنی عورت سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالے۔ تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ اس کے بعد ایک قول کے مطابق عورت خود بخود آزاد ہوجاتی ہے اور ایک قول کے مطابق طلاق لینے کی مستحق۔ یعنی قاضی حکماً اس سے طلاق لیگا۔ اسی طرح لکھا ہے۔ کہ اگر خاوند عورت کو بہ نیت ضرر نفقہ نہیں دیتا۔ توبھی عورت کو نکاح فسخ کرالینے کا حق حاصل ہوجاتا ہے۔ پس کوئی شوہر بہ نیت ضرر اپنی بی بی کو بساتا بھی نہیں۔ حقوق زوجیت بھی ادا نہیں کرتا۔ نفقہ بھی نہیں دیتا۔ تو ان تینوں باتوں کے جمع ہوجانے کی صورت میں تو بہ طریق اولیٰ عورت کو فسخ نکاح کرالینے کا حق حاصل تھا۔ مگر یاد رہے کہ سب کام حکومت وقت کے قواعد کے ماتحت ہونے چاہیئے یعنی ایسی عورت کے ورثاء باضابطہ طور پر عدالت میں اطلاع کریں۔ اور پھر وہاں حسب قانون اجازت ہوجائے۔ تو قاضی نکاح فسخ کا اعلان کرسکتا ہے۔ اور پھر وہ بی بی کسی دوسری جگہ اپنا نکاح کراسکتی ہے۔ یہ سب کام ایک اتفاق اور ہمت کو چاہتے ہیں۔ ہمارے امام نے عورتوں کو ایسی مصیبتوں سے یوں چھڑادیا۔ کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے۔ باقی جو احمدی ہوگا۔ اول تو اس سے یہ امید نہیں۔ اگر ہو تو وہ اپنے امام (جس کی بیعت میں وہ داخل ہے) کے حکم کی تعمیل کریگا۔ اور لامحالہ لا تمسکو ھن ضرارًا کی تعمیل کرے گا۔ شریعت نے مضاجع سے دور رکھنا بطور سزا اجازت دی تھی۔ مگر اب لوگ ایسا کرتے ہیں۔ اور اسے معمولی بات سمجھتے ہیں۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ ان مظلوموں کو ان مصائب سے چھڑایا جائے۔ اور اس کے لئے فی الوقت یہی تجویز ہے۔ کہ لوگوں کو احمدیت کی طرف توجہ کیا جائے۔ اور انہیں قرآن مجید کا حکم کھول کھول کر سنایا۔ اور عذاب الٰہی سے ڈرایا جاوے ۔

عسل مصفیٰ کے بارے میں ایک ضروری اطلاع

حسب حکم حضرت مصلح موعود خلیفہ ثانی سیدنا میرزا بشیرالدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ تمام احمدی جماعت کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ تا اطلاع ثانی کوئی شخص مرزا خدابخش صاحب کی کتاب عسل مصفیٰ ہردو حصہ نہ خریدے۔ نہ ان سے وی۔پی منگوائے۔ اور اگر اس اعلان کے بعد کسی صاحب کے پاس عسل مصفیٰ کا وی۔پی ازخود پہنچے۔ تو اُسے وصول نہ کریں۔ کیونکہ اس میں کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور علاوہ ازیں جو احباب اس اعلان سے پہلے یہ کتاب خرید چکے ہوں۔ اس اعلان کے پڑھتے ہی دفتر الفضل میں اپنے پتہ سے اطلاع دیں۔ تاکہ اصلاح کے بعد ان کو اطلاع دی جائے ۔

نومبائعین

مرزا امداد بیگ صاحب معہ والدہ و دختر و اہلیہ جرگ پٹیالہ۔
مسماۃ بیگم بی بی و مسماۃ گوہر بی بی۔ ضلع سیالکوٹ
حکیم عبداللطیف صاحب ضلع بھاگلپور۔
اہلیہ صاحبہ شیخ مولا بخش صاحب ۔ نوشہرہ
اہلیہ نبی بخش صاحب
سردار پسر ”
دختر ” } ضلع سیالکوٹ
شیخ امام الدین صاحب ۔ ضلع لائلپور
منشی خادم حسین صاحب ۔

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد

تصدیق المسیح

کیا مرزا صاحب نے زمین و آسمان بنایا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق امت محمدیہ کے ۷۲ فرقے ہوگئے۔ اور ان میں سے ناجی وہی ہے جو اس عقیدہ پر قایم ہے۔ جس پر خدا کا برگزیدہ رسول اور اس کے اصحاب قایم ہوں۔ اس کثرت اختلاف میں جبکہ ہر ایک فرقہ اپنے ہی عقیدہ کو صحیح قرار دیتا ہے۔ اور اس کی سند میں قرآن و حدیث پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو ازبس ضروری تھا۔ کہ خدا کی طرف سے یقینی طور پر وحی پانے والا ایک شخص مبعوث ہو۔ جو ان مختلف فرقوں میں **حکم و عدل** ہو۔ وہ اپنے کسبی علم سے نہیں بلکہ الٰہی علم سے احقاق حق اور ابطال باطل کرے۔ اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ ایسا برگزیدہ مبعوث ہوا۔ مگر لوگوں نے اسے قبول نہ کیا۔ بجائے اس کے کہ اس حکم و عدل کے فیصلہ کو خوشدلی سے قبول کرتے۔ اُلٹے اس پر کفر کے فتوے دینے لگے۔ ان فتاوی کے وجوہات صحیح تو بن نہ سکتے تھے۔ اس لئے اس کی عبارتوں کو سیاق و سباق سے علیحدہ اور عجیب طور پر کاٹ چھانٹ کر کے پیش کرتے۔ تاکہ عوام الناس دھوکہ کھا جائیں اور خدا کے اس نبی پر ایمان نہ لائیں۔

انہی مفتریات میں سے حال کا وہ اشتہار ہے جو عقائد اسلام کے نام سے لاہور سے شائع ہوا ہے۔ اسمیں بعض عبارتیں حضرت اقدس کی کتب کی اس طور پر پیش کی گئی ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوسکے۔ کہ حضور علیہ السلام اور ان کی جماعت کے عقائد۔ اسلام کے عقائد کے بالکل خلاف تھے۔ اس کا جواب دینے کی چنداں ضرورت نہ تھی مگر اسے ایک مدعی علم و عمل بالکتاب والسنتہ نے بھی بڑے فخر سے اپنے صحیفے میں درج کیا ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ منصف مزاج حق پسند۔ خدا ترس اصحاب کو اصلیت دکھائی جاسکے۔

پہلا اعتراض ۔ یہ ہے کہ کتاب البریہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صفحہ ۷۹ پر یہ لکھا ہے:

"میں نے آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ اور میں دیکھتا تھا۔ کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ پھر کہا۔ کہ انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا۔ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرتے ہیں۔ (احمدیت میں مرزا بھی ویسے ہی خالق زمین و آسمان و انسان ہیں جیسے خداوند تعالیٰ یہ شرک فی التوحید ہے۔ جو سوائے اسلام کے دنیا کے مذہبوں میں کم و بیش موجود ہے)"

جواب ۔ یہ تو کشف ہے۔ اگر معترض دیانتداری سے کام لیتا۔ اور صرف ایک سطر اور نقل کر دیتا۔ تو اس کے تمام اعتراض کی حقیقت کھل جاتی۔ دیکھو اسی کے آگے لکھا ہے

"پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی۔ اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم"۔

پس یہ تو کشف ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ آیا کشف میں صاحب کشف کا کچھ اپنا اختیار ہوتا ہے؟ دوم یہ کہ آپ کے مسلمہ اولیاء امت محمدیہ میں سے اگر بیسیوں ایسے نکل آئیں جن پر کشف میں ایسی حالت طاری ہوئی ہو۔ تو پھر آپ کے اعتراض کی کیا حقیقت رہ جائیگی۔ مثلاً شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مجھے اتنی قدرت ہے۔ کہ ہاتھ بڑھاؤں اور آسمان کو پکڑ کر کھینچ لاؤں۔ اور زمین پر پاؤں ماروں۔ اور تحت الثریٰ تک پہنچا دوں"۔ ان کی یہ بات کشفی حالت سے بھی بڑھ کر ہے۔ پھر حضرت بایزید بسطامی کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے لوگوں کی طرف رخ کیا۔ اور فرمایا۔ انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون (میں ہی وہ اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کرو) اب بتاؤ۔ کیا ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگاتے ہو۔ اور آیا وہ بھی اشاعت اسلام کر سکے یا نہیں۔

دوسرا جواب ۔ دیکھنا چاہئے۔ کہ یہ کشف آپ نے کس غرض سے درج کیا ہے۔ آیا اپنی خدائی کے ثبوت کے لئے یا کسی اور غرض سے۔ سو جو عبارت میں نے نقل کی ہے۔ اسی کے آگے صفحہ ۷۹ کتاب البریہ پر اس کی وجہ درج ہے:

"یہ الہامات ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت میرے پر ظاہر ہوئے اور اس قسم کے اور بھی بہت سے الہامات ہیں جنکو میں قریباً پچیس ۲۵ برس سے شائع کر رہا ہوں۔ اور بہت سے ان میں سے میری کتاب براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں چھپکر شائع ہو چکے ہیں۔ اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں۔ اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں۔ اور پھر انصافاً گواہی دیں۔ کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اس کی خدائی نکالتے ہیں۔ ان الہامات سے بڑھ کر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے۔ تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی"۔

"**نعوذ باللہ**" کو غور سے پڑھو۔ اور حضور کی اصل غرض معلوم کرو۔ آپ پادریوں کو ملزم فرما رہے ہیں۔ اور انہیں متنبہ کرتے ہیں۔ کہ اگر ایسی باتوں سے یسوع کی خدائی ثابت ہوسکتی ہے۔ تو میری بھی ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن چونکہ نہ میں خدا ہوں۔ نہ میرا دعویٰ خدا ہونے کا ہے۔ اس لئے ایسے الہامات و کشوف کی بناء پر یسوع مسیح کو بھی خدا نہیں ماننا چاہئے۔ چنانچہ آپ صفحہ ۸۱ کتاب البریہ پر دوبارہ تحریر فرماتے ہیں۔

"میں دوبارہ کہتا ہوں۔ کہ میری تقریر کا ماحصل یہ ہے۔ کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا رکھا ہے۔ یہ سراسر ان کی غلط فہمی ہے۔ جن کلمات سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں۔ کہ یسوع خدا یا ابن اللہ ہے ان کلمات سے بڑھ کر میرے الہامی کلمات ہیں۔ پادری صاحبان سوچیں۔ اور خوب سوچیں اور بار بار سوچیں کہ یسوع کو خدا بنانے کے لئے ان کے ہاتھ میں بجز چند کلمات کے اور کیا چیز ہے۔ پس میں ان سے یہی چاہتا ہوں کہ وہ میرے الہامی کلمات کو ان کلمات کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں۔ اور پھر انصافاً گواہی دیں۔ کہ اگر ظاہر الفاظ پر اعتبار کیا جاوے۔ تو ایک شخص کے خدا بنانے کے لئے جیسے میرے الہامی کلمات قوی دلالت رکھتے ہیں۔ یسوع کے الہامی کلمات ہرگز ایسے دلالت نہیں رکھتے۔ تو پھر کیا وجہ کہ ان کلمات سے یسوع کو خدا بنایا جاتا ہے"۔

اس کھلی کھلی شہادت کے بعد بھی اگر کوئی آپ کے کشف کو ایسا ثبوت میں پیش کرے تو یہ اس کی کم نصیبی ہے۔

ہستی باری تعالیٰ

نمبر ۲

پچھلے نمبر میں میں نے اپنے لیکچر کے پہلے حصہ کے نوٹ لکھے تھے اور وہ ذرایع بتائے تھے جن سے ہم کسی بات کو ثابت کرسکتے ہیں۔ اس کے بعد میں وہ اعتراض لکھتا ہوں جو ہستی باری تعالیٰ کے عقیدہ پر عام طور پر دہریوں کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کے جوابات بھی ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

اعتراض اول۔ چونکہ خدا نظر نہیں آتا۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ اس کا وجود وہم ہی وہم ہے۔ ورنہ اگر حقیقت میں کوئی وجود ہوتا تو ہمیں نظر آتا۔

جواب نمبر (۱) دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو نظر نہیں آتیں اور پھر بھی وہ موجود ہیں۔ جیسے ہوا۔ روح اور زمانہ اور دہریہ بھی ان چیزوں کے وجود کے مقر ہیں۔

جواب دوم۔ اگر خدا لوگوں کو نظر بھی آیا کرتا تب بھی اس کو ہر شخص تسلیم نہ کرتا۔ مثلاً جو لوگ آنکھوں سے بے بہرہ ہیں اور اندھے ہیں وہ کسطرح خدا کو مانتے؟ ہم دہریوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر تمہارے مقرر کردہ معیار کے مطابق خدا ان ظاہری آنکھوں سے لوگوں کو نظر آیا کرتا۔ تو جو اندھے ہیں وہ نہ دیکھ سکتے۔ اور اسپر وہ تم سے سوال کرتے کہ چونکہ ہمیں خدا نظر نہیں آتا اس لئے اسے نہیں مانتے تو بتاؤ تم ان اندھوں کو کیا جواب دیتے۔ یقیناً تم انہیں یہی کہتے کہ گو خدا تمہیں نظر نہیں آتا لیکن وہ ضرور موجود ہے۔ کیونکہ خدا کے افعال اور ان کے نتائج سے اس کا وجود ثابت کرتے ہیں۔ پس یہی جواب ہم دہریوں کو دیتے ہیں کہ تمہیں وہ نظر نہیں آتا۔ لیکن تب بھی وہ موجود ہے اس کے افعال اور ان کے نتائج سے اس کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ غرض کہ اگر دہریوں کے اصول کے مطابق خدا ان ظاہری آنکھوں سے نظر بھی آیا کرتا تب بھی سب مخلوق اسے تسلیم کرتی کیونکہ اندھے نابینا اور موتیا بند والے اور طرح طرح کے امراض چشم میں گرفتار اسے دیکھ نہ سکتے؟ اس لئے معلوم ہوا کہ آنکھوں سے نظر آنا ایک ایسا امر نہیں ہے سے ساری دنیا کی تشفی ہو سکتی؟

جواب سوم:۔ اگر وہ ان آنکھوں سے نظر آجائے اور سب لوگ اس کجا وہ جلال والی ہستی کا مشاہدہ کریں تو پھر دین کا کارخانہ ہی باطل ہوجائے اور ایمان بالغیب پر جو ثواب مقرر ہیں وہ ضایع ہوجاویں

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان آنکھوں سے وہی چیز نظر آتی ہے جو کسی خاص سمت پر واقع ہو۔ اور محدود ہو۔ خدا تعالیٰ کی ہستی تو سمتوں سے پاک ہے کیونکہ سمتیں اور جگہیں تو اسکی مخلوق ہیں۔ اور یہ کسطرح ہو سکتا ہے مخلوق اپنے خالق کا احاطہ کرلے۔ سو چونکہ خدا سمتوں کا بھی خالق ہے۔ اسلئے وہ سمتوں سے بھی پاک ہے اور جب وہ سمتوں سے پاک ہوا تو آنکھ اسے دیکھ نہیں سکتی۔ کیونکہ آنکھ تو اسے ہی دیکھ سکتی ہے جو کسی خاص سمت میں ہو۔ علاوہ ازیں جب اس کو آنکھ نے دیکھا اور اس کا احاطہ کیا تو وہ محدود ثابت ہوا اور محدود ہونا ایک نقص ہے اور خدا نقصوں سے پاک ہے۔ اسلئے یہ ناممکن ہے کہ وہ ان آنکھوں سے نظر آوے سچ ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار

اعتراض دوم۔ اگر خدا کا کوئی وجود ہے اور واقعہ میں ایک ایسی ہستی ہے۔ جو ہماری خالق اور رازق ہے اور اسی نے نبیوں کو الہام سے اپنے قوانین اور شریعتوں سے اطلاع دی تو چاہیئے تھا کہ مذاہب میں اختلاف نہ ہوتا۔ بلکہ سب مذہب آپس میں متفق ہوتے کیونکہ انکا اتارنے والا ایک مانا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ مذاہب میں بجائے اتفاق کے اختلاف ہے اسلئے معلوم ہوا کہ الہام وغیرہ وہم ہے؟ اور خدا کا واقعہ میں کوئی وجود نہیں۔

جواب اول۔ مذاہب میں اختلاف ہونیکی وجہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انکا بھیجنے والا کوئی نہیں کیونکہ مذہب اور شریعت لوگوں کے لئے بطور نسخے کے ہوتے ہیں۔ جسطرح ایک ہی طبیب مختلف بیماروں کی حالت کے مطابق مختلف نسخے تجویز کرتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ تو ایک ہی ہے لیکن چونکہ لوگوں کی حالتیں مختلف ہیں اسلئے ان کے لئے نسخے بھی مختلف تجویز کئے گئے۔ مثلاً بنی اسرائیل ایک وقت فرعون اور اسکی قوم کی حکومت کے ماتحت ان کے ظلموں کی وجہ سے ایسے بیغیرت ہوگئے تھے کہ انہیں غیرت اور خودداری اور عزت کا نام بھی باقی نہیں رہا تھا اور کسی سے ظلم کا بدلا لینے کی ان میں ہمت نہ تھی۔ اس وقت خدا نے ایک نسخہ بھیجا اس میں درج تھا کہ تم ہر شرارت کا انتقام لو۔ کان کے بدلے کان ناک کے بدلے ناک آنکھ کے بدلے آنکھ غرض اسطرح پر زور تحریکوں سے ان میں جوش انتقام پیدا کیا۔ پھر جب ۱۴ سو برس کا لمبا عرصہ گذر گیا اور حضرت عیسیٰ ؑ کا وقت آیا اس وقت یہودی نہایت انتقام گیر اور کینہ توز ہوگئے تھے اس لئے ان کے لئے جو نسخہ آیا اس میں درج تھا کہ اگر کوئی شخص تیرے دہنے گال پر تھپڑ مارے تو بایاں گال بھی اس کے آگے کردے۔ اسکے بعد جب ایسے وسایل پیدا ہونے لگے اور وہ زمانہ آگیا کہ دنیا کے لوگ دور دراز ملکوں سے آکر آپس میں ملنے لگے تب ایک مکمل نسخہ آیا جسکی موجودگی میں کسی اور نسخہ کی ضرورت نہ رہی۔ اس میں نسخہ لکھنے والے حکیم مطلق نے لکھا کہ انتقام کے موقعہ پر انتقام لو۔ اور جہاں عفو کا موقعہ ہو وہاں عفو سے کام لو۔ غرض مذاہب میں اختلاف سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ ایک سرچشمہ سے نہیں نکلے۔ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ لوگوں کی طبیعتوں اور حالتوں میں اختلاف ہے۔ تبھی طبیب نے مختلف مریضوں کے لئے مختلف نسخے تجویز کئے۔ ایک طبیب کے پاس ایک ایسا شخص آئے جسے قبض کی شکایت ہوگی تو وہ طبیب نسخہ میں وہ دوائیاں تجویز کرے گا کہ جو قبض کشا ہوں۔ اسکے بعد جب اسہال کا مریض آوے گا۔ تب ہی طبیب نسخہ میں ایسی دوائیاں تجویز کریگا جو قبض پیدا کرنیوالی ہونگی۔ کیا ان دو مختلف نسخوں کو دیکھکر کوئی دہریہ یہ کہیگا کہ انکا لکھنے والا ایک نہیں ہوسکتا ہرگز نہیں بلکہ وہ کہیگا کہ لکھنے والا تو ایک ہی ہے لیکن مریض دو ہیں اسطرح ہم بھی کہتے ہیں بھیجنے والا ایک ہی ہے لیکن نسخوں میں اختلاف اسلئے ہے کہ قوموں کی حالتیں مختلف ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جاوے اور چھان بین کیجائے تو دنیا میں جسقدر مذاہب ہیں اصل میں وہ سب آپس میں متفق ہیں اور سب ایک اصول پر مجتمع ہیں۔ اور جو اختلاف ہم کو نظر آتا ہے وہ بعد میں آنے والوں کی ملاوٹ اور تحریف کا نتیجہ ہے۔ حضرت موسیٰ بھی توحید لے کر آئے اور حضرت عیسےٰ بھی خدا منوانے کیلئے

دنیا میں تشریف فرما ہوئے یہ صرف پولوس کی مہربانی تھی کہ تثلیث اور کفارہ اور الوہیت کا عقیدہ گھڑا۔ ورنہ نص انجیل سے یہ باتیں ثابت نہیں ہوتیں۔ ان کے بعد اسلام آیا۔ وہ دونوں مذہبوں کا مصداق بنکر آیا۔ غرض تمام مذہب آپسمیں متفق ہیں اور اصول کے لحاظ سے بالکل ایک ہیں ہاں اگر فروع میں کہیں کہیں کوئی فرق نظر آتا ہے تو وہ قوموں کی حالتوں کی تبدیلی کی وجہ سے ہے۔"

اعتراض سوم:۔ اگر کوئی خدا ہوتا تو دنیا میں یہ تفرقہ نہ ہوتا کہ کوئی غریب ہے اور کوئی امیر۔ کوئی مریض ہے اور کوئی تندرست۔ کوئی کمزور اور کوئی طاقتور؟"

جواب اول:۔ یہ اعتراض تو ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص کہے۔ ہندوستان کا کوئی حاکم نہیں کیونکہ یہاں تفرقہ ہے۔ کوئی ڈپٹی کمشنر ہے۔ کوئی لفٹنٹ گورنر اور کوئی گورنر کیا یہ استدلال کسی صحیح العقل انسان کیطرف سے ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔

جواب دوم:۔ اصل میں تفرقہ کے بانی چند آدمی ہی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے سورج چاند ہوا پانی وغیرہ تمام چیزیں جنپر زندگی کا مدار ہے سب کو یکساں طور پر دی ہیں اور پھر ترقی کرنے کے اصول اور قوانین مقرر کر دیئے ہیں ایک شخص ان قانونوں پر عمل کرتا ہے وہ ترقی کر جاتا ہے دوسرا شخص غفلت سے کام لیتا ہے وہ ان قواعد پر عمل پیرا نہیں ہوتا اور اس طور پر ترقی سے محروم رہجاتا ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسا کہ گورنمنٹ نے سکول اور کالج کھولے ہوئے ہیں اور عام اجازت دی ہوئی ہے کہ جو شخص چاہے وہ ان میں داخل ہو جائے ایک شخص اپنے بیٹے کو مدرسہ میں داخل کراتا ہے اور تعلیم وغیرہ کی نگرانی کرتا ہے اس بات کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسکا لڑکا ایک مدت مقررہ کے بعد ایم۔ اے ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک دوسرا شخص باوجود گورنمنٹ کے اعلان کے سستی کرتا ہے اور اپنے لڑکے کو سکول میں داخل نہیں کرتا۔ اور آوارہ پھرنے دیتا ہے اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اس کے پڑھنے کی عمر گذر جائیگی۔ اور وہ ایم۔ اے نہ ہو سکیگا۔ اب ان دونوں شخصوں کی حالتوں میں تفرقہ ہے۔ لیکن اس تفرقہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ گورنمنٹ کا کوئی قصور ہے۔ بلکہ سراسر قصور اس دوسرے غفلت کرنے والے شخص کا ہے اسی طرح اگر دنیا میں لوگوں کی حالتوں میں تفرقہ ہے تو اس کے یہ معنے نہیں کہ کوئی ایک خالق نہیں یا یہ کہ وہ بخیل اور ظالم ہے بلکہ اس تفرقہ کے ذمہ دار سراسر انسان ہیں۔

تیسرا جواب۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک افسر کے ماتحت مختلف ملازم ہوتے ہیں۔ پھر کچھ ان میں سے اعلیٰ کچھ ادنیٰ پھر کوئی کسی کام پر اور کوئی کسی کام پر۔ اگر ایک باورچی خانہ کا داروغہ ہے تو دوسرا باغ کا مالی۔ اسی طرح اسکے اصطبل میں مختلف جانور ہونگے۔ ایک دس ہزار کا گھوڑا تو ایک دس بیس روپیہ کا گھانس لادنیوالا گدھا۔ لیکن باوجود ان مختلف حیثیتوں کے اور باوجود ایسے بین تفرقہ کے پھر ان کا مالک ایک ہی ہے اسی طرح اگر مخلوقات میں تفرقہ ہو تو خالق اور مالک کے ایک ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ پھر دیکھو ایک ہی درخت ہے اس میں مختلف چیزیں ہیں۔ پتے ہیں پھول ہیں پھل ہیں۔ شاخیں ہیں ڈالیاں ہیں لکڑی ہے لیکن باوجود ان تفرقوں کے وہ درخت ایک ہی ہے۔

اعتراض چہارم۔ جو لوگ خدا کے وجود کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ بھی گناہ کرتے ہیں اور بہت سے ایسے لوگ جو خدا کے وجود کے منکر ہیں وہ نسبتاً بہت سے لوگوں سے جو خدا کی ہستی کے قایل ہیں زیادہ نیک ہیں اگر خدا ہے تو اس کے قایل کیوں گناہ سے نہیں بچتے

جواب اول:۔ اگر نافرمانی سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا نہیں ہے تو یہ تو ایسی بات ہوئی جیسے کوئی شخص کہے کہ چونکہ ہندوستان میں بہت سے لوگ چوری کرتے اور ڈاکے مارتے ہیں اسلئے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں کوئی حاکم نہیں ہے یا یہ کہ چوری کرنے والے لوگوں کے نزدیک ہند میں کوئی حاکم نہیں حالانکہ یہ بات بالبداہت غلط ہے۔ دنیا میں چوری کرنے والے چوری کرتے ہیں اور وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ فلاں شخص ہمارا حاکم ہے اور فلاں شخص اس ملک کا بادشاہ ہے لیکن پھر حرص طمع کیوجہ سے وہ چوری کرتے ہیں اسی طرح بہت سے لوگ گناہ کرتے ہیں تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ خدا کی ہستی نہیں

جواب دوم۔ یہ کہنا کہ خدا پر ایمان لاکر لوگ گناہ کرتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ منہ سے کہنا کہ ہم خدا کو مانتے ہیں یہ اور بات ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ واقعہ میں ان کے دل میں بھی ایمان ہے اسلئے اگر ایسا شخص جو منہ سے کہتا ہے کہ میں خدا کو مانتا ہوں اور پھر وہ صریحاً نافرمانی کرتا ہے تو واقعہ میں اس کے دل میں حقیقی اور کامل ایمان نہیں بلکہ اس کے ایمان میں ضعف ہے۔

جواب سوم:۔ یہ کہنا کہ بہت سے دہریہ نیک ہیں حالانکہ وہ خدا کو نہیں مانتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کوئی نہیں ایک بالکل غلط استدلال ہے کیونکہ جسطرح ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے الہام نازل کرتا ہے اسی طرح ہمارا مذہب ہے کہ اس نے بندوں کی فطرت میں ایک حد تک نیکی کا وجود رکھا ہے۔ سو جو دہریے نیک ہیں وہ بھی خدا ہی کے فضل سے۔ کیونکہ نیکی کا تخم ان کی فطرت میں اس نے اپنے ہاتھ سے بویا۔

جواب چہارم یہ کہنا کہ دہریئے بھی نیک ہوتے ہیں ایک غلط بات ہے کیونکہ نیکی کہتے ہیں بادشاہ ملک اور حاکم وقت کے قوانین پر چلنے کو۔ تو جو شخص سرے سے مقنن اور بادشاہ کا ہی منکر اور اس سے باغی ہو۔ وہ کسطرح نیک کہلا سکتا ہے اور اسے کس طرح قوانین پر چلنے والا کہیں گے۔

کیا ایک ہندوستانی جو وائسرائے اور جارج پنجم کو تسلیم نہ کرے، اور ان سے باغی ہو۔ اس کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں؟ کہ یہ قوانین مروجہ اور قواعد سلطنت کا بڑا فرمانبردار ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح جو شخص خالق رازق ہی سے باغی ہو وہ بظاہر ہزار نیک کام کرے کبھی نیک کہلانیکا مستحق نہیں۔

سوال پنجم:۔ اگر خدا ہے تو کہاں ہے؟ اور کب سے ہے؟۔

جواب اول:۔ یہ سوال ہی مہمل ہے۔ کیونکہ کب زمانہ کا نام ہے اور کہاں مکان کا اور زمانہ اور مکان تو خود دونو مخلوق چیزیں ہیں۔ وہ خدا پر حاوی کس طرح ہو سکتی ہیں تو جبکہ مکان اور زمانہ خود حادث ہیں تو ان میں قدیم کا محدود ہونا محال ہے۔

جواب دوم:۔ اسی طرح ہم دہریوں سے پوچھتے ہیں کہ دنیا کب سے ہے اگر وہ کہیں کہ قدیم سے تو ہم کہینگے کہ خدا بھی قدیم سے ہے اگر وہ کہیں گے کہ دنیا فلاں زمانہ سے ہے تو ہم کہینگے کہ بس تم نے اقرار کر لیا کہ دنیا قدیم سے نہیں بلکہ حادث ہے تو بتاؤ اس حادث

میدان جنگ سے خطوط

جیسا کہ ناظرین کرام کو معلوم ہے۔ ہمارے بہت سے احباب برٹش گورنمنٹ کی طرف سے میدان جنگ میں گئے ہوئے ہیں ان کے خطوط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت اقدس میں آتے رہتے ہیں ہم تازہ خطوط میں سے دلچسپ حصے ناظرین کی خاطر ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ان سے معلوم ہو جائیگا کہ میدان جنگ میں بیٹھ کر بھی سلسلہ احمدیہ کے افراد اپنے بڑے بھاری فرض یعنی تبلیغ کو پورا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور جہاں وہ اپنی گورنمنٹ کیلئے جان تک قربان کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ وہاں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے امر بالمعروف میں بھی کوشاں ہیں۔ نیز ان خطوط کے درج کرنے سے ہماری یہ بھی غرض ہے۔ کہ احباب کو میدان جنگ میں جانے والے بھائیوں کے لئے دعا کرنے کی بھی تحریک ہوتی رہے۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں کامیاب اور بامراد ہم تک پہنچائے

ڈاکٹر محمد حسین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن رسالہ نمبر ۵ اچھاونی جالندھر لکھتے ہیں۔ "احقر تاحال بفضل تعالیٰ ہر طرح خیریت سے ہے۔ اور حضور کے لئے نیز سلسلہ عالیہ کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا رہتا ہے۔ ایک کاپی ٹیچنگز آف اسلام کی احقر کے پاس ہے جسے احقر نے ایک فرانسیسی آفیسر کے پیش کیا۔ اُسے مذاہب کے ساتھ خاص دلچسپی ہے ۵ / ۱۰ روز میں اُس نے خوب غور سے پڑھ کر شکریہ کے ساتھ واپس کی۔ اور اصولوں کی بہت ہی تعریف کی۔ احقر کا مدعا یہ تھا کہ اگر موقعہ ملے۔ تو اسی آفیسر کے ذریعہ اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کرا کر اگر اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ تو اسے اس ملک میں ہی چھپوایا جائے۔ اور بڑے بڑے شہروں میں فی الحال ایک ایک کتاب ہی بھیجدیا جائے مگر موجودہ جنگ کی وجہ سے تمام کارخانے چھاپے خانے بند ہیں۔ دوم فیلڈ پر ماہواری تنخواہ نہیں ملتی۔ معمولی اخراجات کے لئے ایڈوانس ملنے کا حکم ہے۔ مگر تاحال کسی کو نہیں ملا۔ سوم احقر کو معلوم نہیں۔ کہ احمدی احباب کسقدر تعداد میں اس فیلڈ میں شامل ہیں۔ اور کہاں کہاں ہیں۔ حضور دعاؤں سے تائید فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کوئی صورت نکالے احقر نے یہ کتاب فرانسیسی آفیسر کی خدمت میں پیش کرتے وقت ایک نہایت ہی قلیل رقم ۵ فرینک جو ہندوستانی ۳ / ۱ ۔ ۳ روپیہ کے برابر ہے۔ فرانسیسی تکلیف زدگان کی امداد کے لئے اور اپنی دعا کی قبولیت کے لئے اس آفیسر بہادر کو دی جس نے اسی وقت اپنے کسی بڑے جرنیل کو دیدی صاحب بہادر فرماتے تھے۔ کہ ہمارا جرنیل بہت ہی موثر ہوا اس نے اس کی رسید ایکسپیڈ نفری فورس کے کمانڈر جنرل جیمس ولکاکس صاحب بہادر کی معرفت مجھ تک پہنچائی۔ جب دوبارہ احقر فرانسیسی آفیسر صاحب بہادر سے ملا۔ تو اس نے دریافت کیا۔ کہ ان مبلغات کی رسیدیں نے وصول کی ہے یا نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ میں نے تو یہ کام اپنے مولا کریم کو خوش کرنے کو کیا تھا۔ نہ کہ بڑے بڑے آفیسروں کو جس پر انہوں نے شکر ادا کیا۔ حضور نے جو انگریزی زبان میں ترجمہ نماز کا چھپوایا ہے۔ اس کی چند کاپیاں ارسال فرمائی جاویں۔ حضور ہماری مہربان اور مشفق گورنمنٹ برطانیہ کی بہتری اور کامیابی اور بہبودی کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا فرما دیں۔ ہمیں یہاں عمدہ سے عمدہ راشن (خوراک) ملتا ہے۔ اور سردی سے بچنے کے لئے عمدہ سے عمدہ گرم کپڑے مہیا کئے جاتے ہیں۔ حضور احقر اور اس کے متعلقین کو فراموش نہ فرمائیں۔

ڈاکٹر محمد الدین صاحب لکھتے ہیں۔

"حضور کا غلام تادم تحریر ہذا اللہ کے فضل سے بخیریت ہے۔ حضور کا حکم واسطے چندہ دینے امپیریل ریلیف فنڈ بتوسط ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب رسالہ نمبر ۵ / ۱۰ ملا۔ معلوم نہیں یہاں سے منی آرڈر جا سکتے ہیں یا نہیں دریافت کر رہا ہوں۔ دریافت کر کے انشاء اللہ چندہ روپیہ حضور کی خدمت عالی میں بابت چندہ امپیریل ریلیف فنڈ ارسال کروں گا۔ اعلان "جماعت احمدیہ" بھی ڈاکٹر صاحب موصوف سے ملا۔ اس کے پڑھنے سے ایمان میں زیادتی ہوئی۔ اس عاجز کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخیریت حضور کے قدموں میں لائے۔ میرے بچوں و عیال کے لئے بھی دعا فرما دیں۔ نیز گورنمنٹ انگریزی کی فتح و ترقی و اقبال کے لئے بھی دعا فرما دیں۔ کل احمدیوں کی خدمت میں میرا سلام پہنچے۔

نعمت اللہ خان صاحب وٹرنری اسسٹنٹ کو نمبر کے لکھتے ہیں۔ اگر کوئی عمدہ کتاب عربی میں حضرت اقدس کے دعوے کے متعلق ہو۔ تو ارسال فرمائی جائے۔ اور اس عاجز کے لئے ضرور دعا فرمایا کریں۔ نیز ہر ایک صاحب کی خدمت میں مسافر بھائیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔"

ڈاکٹر یعقوب خاں صاحب وٹرنری اسسٹنٹ تحریر کرتے ہیں۔ "بندہ تادم تحریر بفضل خدا وند کریم خیریت سے ہے۔ صحت و عافیت حضور والا کی جناب الٰہی سے ہمیشہ خواہاں ہوں میں نے حضور سے یہ مسئلہ نہیں دریافت کیا تھا۔ کہ اس سفر میں نماز دوگانہ ادا کی جائے یا پوری۔ ہم لوگ مارسلز (فرانس) میں مقیم ہیں۔ اور امید ہے۔ کہ اسی جگہ رہیں گے۔ اس لئے میں نماز پوری پڑھتا ہوں۔ مگر چونکہ مجھ کو اس معاملہ میں پوری تسلی نہیں ہے۔ اس لئے حضور کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ نماز دوگانہ یا پوری ادا کی جائے۔ اور التجا ہے۔ کہ براہ خدا بندہ کے واسطے اور بندہ کے عیال و اطفال کے واسطے دعا فرمائی جاوے"۔

ڈاکٹر محمد عبید اللہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن لاہور انڈین جنرل ہاسپٹل بوبون ملک فرانس سے لکھتے ہیں "با ادب عرض ہے۔ کہ اس خاکسار اور تمام احمدی برادران کے لئے جو کہ اس لڑائی کی وجہ سے گھر چھوڑ کر یہاں آئے ہیں۔ حضور اور دیگر احمدی احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے سب کو بخیریت اپنے اپنے گھر واپس لے جائے۔

پانچسو ۵۰۰ روپیہ انعام

میں نے ایک رسالہ بنام "آج کل کے مولویوں کا ایمان" لکھا ہے۔ اگر کوئی غیر احمدی۔ ملاں۔ مولوی۔ قاضی اس کا صحیح اور عمدہ جواب لکھ دے۔ تو اسے پانچسو روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ رسالہ کا حجم ۱۲۱ صفحہ ہے۔ صرف ۱/ کے محصول ڈاک ارسال کرنے پر مفت بھیجا جاتا ہے۔

المشتہر۔ رحمت اللہ احمدی۔ ڈاکخانہ بگا کلاں۔ (ضلع امرتسر)

القول الفصل چھپ کر شائع ہو گیا

احباب کو اطلاع ہو۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب کے رسالہ "اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" کے جواب میں حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ نے القول الفصل لکھا ہے۔ جو ۷۰ صفحے پر ختم ہوا ہے چونکہ رسالہ کی اشاعت بہت جلدی میں ہوئی ہے۔ اس لئے کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں۔ تمام مبایعین کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اس نقشہ کے مطابق رسالے درست کرلیں۔ اور جب کسی غیر مبایع کو دیں۔ تو اپنے قلم سے درست کرکے دیں۔ آج ۳۰۔ جنوری کو بہت سے غیر مبایعین کو بھی رسالہ بھیجدیا گیا ہے اور اپنے احباب احمدیہ کو بھی۔ باقی جن جن صاحب کو جسقدر کاپیاں مطلوب ہوں۔ دفتر ترقی اسلام قادیان میں اطلاع دیں۔

تصحیح اغلاط القول الفصل

صفو	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۱۴	مسیح الزمان	مسیح زمان
۲۴	آخری	نبوت ملے	نبوت نہ ملے
۳۱	۲	العود احمد	العود احمدؐ
۳۲	۱۶	ہم ترک نہ کرتے	ہم تب ترک کرتے
"	۱۹	صحابہ	صحابی
۳۵	۲۱	فُرق	فِرق
۳۹	۱۸	نماز صرت	نماز صرف
۴۰	۷	اصل باعث یہ تھا	اصل باعث یہ نہ تھا
۴۲	۲۱	پر تب بھی کسی وجہ سے	تب بھی کسی وجہ سے
۴۵	۶	ہہے	ہے
۴۶	۲۳	خلیفہ اول کی نظر نے	خلیفہ اول نے پسندیگی کی نظر سے
۴۸	۳	ہی	یہی
"	۸	نہ آئی تھی	نہ آتی تھی
۴۹	۱	حضرت سنایا کرتے تھے۔	×
۴۹	۴	یہی نہیں ہیں	یہی نہیں میں
۵۲	۱۳	کیا میں سے	کیا ان میں سے
۶۷	۱۵	یہودیوں	یہویوں
۶۸	۱۳	باوجو	باوجود
۶۹	۱۲	ودِ ریک	ودریکِ

ایک غلط فہمی کا ازالہ

لاہور میں عرصہ سے احمدی نوجوانوں کی ایک انجمن بنام "احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن" قائم ہے۔ جس کی طرف سے ماہواری ہینڈبلوں کا سلسلہ جاری ہے۔ جس کے آج تک بفضل خدا ۱۹ نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ گذشتہ ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے بعد مسئلہ خلافت پر ایک فتنہ عظیم برپا ہوجانے اور دیگر چند در چند وجوہات کے باعث اس انجمن کے کام میں کچھ بے قاعدگی سی واقع ہو گئی۔ چونکہ اس درخت فتنہ کا تنا لاہور میں تھا۔ جو اس انجمن کا بھی ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس لئے لازماً انجمن ہذا پر اس کا کچھ اثر پڑا۔ اور ہینڈبلوں کی رفتار میں سستی واقع ہو گئی جس سے بیرونی احباب کو یہ شبہ ہوا۔ کہ اس انجمن کے ممبر بھی فتنہ شتر بے مہار رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور اسی لئے انجمن کے فنڈ کو ایک صدمہ شدید پہنچا۔ اور احباب نے وی۔پی جو حسب معمول ان کو بھیجے جاتے تھے۔ واپس کرنے شروع کردیئے۔ جس کی وجہ گذشتہ سالانہ جلسہ پر دوستوں سے ملکر ہی معلوم ہوئی۔ جو اوپر درج کردی گئی ہے۔ لہذا اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ان چند سطور کے ذریعہ اپنے دوستوں اور دیگر بہی خواہوں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ یہ انجمن ان ہاتھوں میں ہے۔ جو تمام کے تمام ایک ہاتھ پر جمع ہو چکے ہیں۔ انجمن کا بیسواں ہینڈبل آئیندہ ماہ فروری میں انشاء اللہ شائع ہو جائیگا۔ اس انجمن کے جملہ ممبر خدا کے فضل سے بیعت میں داخل ہیں۔

نوٹ:۔ ناظرین سے ضروری گذارش ہے کہ مہربانی فرماکر ہمارے کام میں ہر طرح کی قلمی امداد دیکر مشکور فرماویں۔ جن احباب کی خدمت میں مضامین کے لئے لکھا ہوا ہے۔ وہ بھی جلد اپنے اپنے مضامین لکھ کر ارسال فرماویں ٭ نیز خریدار بن کر ہماری حوصلہ افزائی کرنے کے علاوہ اپنے اپنے شہروں میں ان ہینڈبلوں کے ذریعہ تبلیغ کا سلسلہ جاری کریں۔

یکصد ہینڈبل کی قیمت معہ خرچ وی پی صرف ۱۱ر ہے ٭

(مرسلہ سید لاور شاہ سکرٹری مجمع الاخوان لاہور کوچہ چابک سواراں۔) بقلم قاضی فضل کریم احمدی

بھنگالہ ضلع ہوشیار پور

ہمارے ایک نامہ نگار لکھتے ہیں۔ بتاریخ ۵۔ جنوری ۱۹۱۵ء جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر محکمہ ڈاک ڈویژن کانگڑہ بہ تقریب دورہ تشریف آور ہوئے اور یہاں ڈپارٹمنٹل پوسٹ آفس جاری کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ ہم صاحب بہادر کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ آنجناب بڑی فراخدلی سے یہاں ڈپارٹمنٹل پوسٹ آفس جاری فرماویں۔ پوسٹ آفس کی آمدنی تھوڑے عرصہ تک موجودہ صورت سے دوچند ہوجاویگی۔ مدرسہ کے متعلق پوسٹ آفس ہونے سے عوام الناس کی تکالیف بے اندازہ ہیں۔ مثلاً مدرسہ کے محکمہ میں چار ماہ۔ سے زیادہ تعطیلات رہتی ہیں۔ مدرس اکثر اوقات مدرسہ میں کاروبار ڈاک نہیں کرسکتے۔ بچوں کے ہاتھ تقسیم ڈاک سے چٹھیات گم ہوجاتی ہیں۔ اور چٹھیات دیر سے مکتوب الیہم کے پاس پہنچتی ہیں۔ لوگوں کی ضرورت کے وقت کارڈ و لفافے نہیں ملتے۔ اور رجسٹری و منی آرڈر۔ وی پی و پارسل وقت پر اجراء نہیں ہوسکتے اور بیمہ پیکٹ اور وی۔ پی اور یافتنی پنشنز اور سیونگ بنک کا کام تین چار کوس جاکر بکیریاں سے کرانے پڑتے ہیں اور مدرس صبح دس بجے اپنے گاؤں موضع سلیریاں سے آتا ہے۔ جو کہ بھنگالہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور شام کو پانچ بجے بھنگالہ سے روانہ ہوکر اپنے گھر چلا جاتا ہے۔

جناب پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر ہمارے حال پر رحم فرماکر خود توجہ فرماویں۔ نیز ڈپارٹمنٹل ڈاکخانہ ہونے کی حالت میں اوقات ڈاک بھی بدل سکتے ہیں۔ غرضکہ ہر ایک پہلو سے لوگوں کو آرام ملنے کی امید ہے۔ اور پوسٹ آفس کی آمدنی میں انشاء اللہ ترقی ہوسکتی ہے ٭